بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنازہ حضرت میاں صاحبؓ کی کوٹھی سے ۳ ستمبر بروز منگل ۵ بجے شام اٹھایا جائیگا

ربوہ ۲ ستمبر۔ انتہائی رنج و الم دلی درد و کرب اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ ہم یہ نہایت درجہ روح فرسا اور المناک خبر احباب جماعت تک پہنچاتے ہیں کہ سلطان القلم سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحب قلم ناموَر فرزند خدا تعالیٰ کی طرف سے قمر الانبیاء کا جلیل الشان خطاب پانے والے نہایت مقدس آسمانی وجود، عظیم الشان خدائی نشانوں کے مظہر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج شام کو ۶ بجکر ۴۸ منٹ پر ۲۳ ریس کورس روڈ لاہور میں اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ کلّ من علیھا فان ویبقٰی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۰ سال سے کچھ اوپر تھی۔ جنازہ لاہور سے رات کے سوا دس بجے روانہ ہو کر ساڑھے تین بجے رات ربوہ پہنچا۔ جنازہ حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کی کوٹھی سے ۳ ستمبر کو ۵ بجے شام اٹھایا جائیگا۔ اور نماز جنازہ بہشتی مقبرہ کے احاطہ میں ادا کی جائیگی۔

اس میں شک نہیں کہ اس انتہائی روح فرسا اور جگر پاش خبر کو سنکر دل کو ایک بجلی کا سا دھکا لگتا ہے اور طبیعت فوری طور پر اس خبر کو سننے اور قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ مگر حقیقت بہرحال حقیقت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ ہم اس موقعہ پر حضرت میاں صاحب نور اللہ مرقدہ کے مبارک الفاظ میں ہی (جو آپ نے حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناگہانی وفات پر فرمائے تھے) احباب جماعت کو کہتے ہیں کہ

"یہ ایک خدائی امتحان ہے اور ایسے امتحان ہمیشہ ہی خدائی جماعتوں کو پیش آیا کرتے ہیں ان امتحانوں کی خبر خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے
ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات (البقرہ آیت ۱۵۶)
کے الفاظ میں دی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اس امتحان کو ہمّت و استقلال اور صبر و صلوٰۃ کے ساتھ برداشت کریں ..... یہ امتحان عارضی نوعیت رکھتے ہیں۔ ان کی وجہ سے خدائی قافلہ رک نہیں سکتا۔ یہ چلتا چلا جائے گا۔ پہلے بھی خوف آئے جو خدا نے فضل سے بدل دیئے۔ اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے پاؤں میں ذرا بھی لغزش نہ آئے اور ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے جائیں۔"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس مبشر اولاد میں سے ایک درخشندہ گوہر تھے جو اللہ تعالیٰ کی خاص بشارتوں کے ماتحت حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدھا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ آپ خدائی بشارت کے مطابق ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو پیدا ہوئے تھے حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیف "تریاق القلوب" کے صفحہ ۴۲ پر اس بشارت کا ذکر کرتے ہوئے رقم فرمایا:

"میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے اسکے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے ..... اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں یأتی قمر الانبیاء وامرک یتأتّٰی۔ یسرّ اللّٰہ وجھک۔ وینیر برھانک۔ سیولد لک الولد۔ ویُدنٰی منک الفضل۔ انّ نوری قریب۔ یعنی نبیوں کا چاند آئیگا اور تیرا کام بن جائیگا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائیگا۔ اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائیگا۔ یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا اور میرا نور قریب ہے ..... ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو جیسا کہ اشتہار ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء سے ظاہر ہے اس پیشگوئی کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔"

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

خطبہ جمعہ

اصل اور حقیقی ایمان وہی ہے جو ابتلاؤں میں سے گذرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے

ایسا ایمان حاصل کرنیکی کوشش کرو جس کے نتیجہ میں تمہیں ابدی زندگی حاصل ہو جائے

اپنی محدود زندگی کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے وسیع اور غیر محدود انعامات پر نظر رکھو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ ۔ مارچ سنہ ۲۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

انسانی زندگی کا دور نہایت ہی محدود ہے اور اتنا محدود ہے کہ کائنات زمانہ کی وسعت پر نظر ڈالتے ہوئے انسانی زندگی کو سمندر کے حباب کی طرح بھی قرار نہیں دے سکتے۔ ایک وسیع سمندر میں جو حباب پیدا ہوتا ہے اور سمندر کے ساتھ جو نسبت اس کی ہوتی ہے اتنی نسبت بھی انسانی زندگی کو کائنات کی وسعت کے ساتھ نہیں ہے۔ پھر ایسے محدود دور کے لئے جو انعامات اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں ان کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کیسی رحیم و کریم وہ ذات ہے جس نے ہمیں پیدا کیا اور جو ہم پر انعامات کرتی ہے۔

زیادہ سے زیادہ

ہمارے زمانہ کی عمریں

جو دیکھی جاتی ہیں ان کے متعلق ہم کہتے ہیں پہلے زمانہ میں اس سے بڑی تھیں۔ یا چھوٹی۔ اور آئندہ بڑی ہوں گی یا چھوٹی یہ خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ ہمارے زمانہ میں لوگوں کی عمریں پچاس ساٹھ ستر اور زیادہ سے زیادہ سو سوا سو سال ہوتی ہیں لیکن اگر ڈیڑھ سو سال بھی عمر مان لی جائے جو شاذو نادر ہی ہوتی ہے۔ اور ایک صدی میں ایک یا دو انسان اس عمر کو پہنچتے ہیں۔ تو بھی اس میں سے پچاس سال سونے میں گذر جاتے ہیں۔ پھر اگر اس میں سے نابالغی کا زمانہ نکال دو تو اور بھی کم رہ جاتی ہے۔ پھر کھانے پینے پیشاب پاخانہ کرنے میں جو وقت صرف ہوتا ہے وہ نکال دیا جائے تو اور کمی ہو جاتی ہے۔ پھر انسان لغو باتوں میں جو وقت ضائع کرتے ہیں وہ نکال دیا جائے تو عمر اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ اور اگر اوسط عمر ۷۰ - ۸۰ سال فرض کر لی جائے تب بھی اس عمر کے انسان کے کام کا زمانہ دس پندرہ یا ۲۰ سال سے زیادہ نہیں بنتا۔ یہ ایسا زمانہ ہے جس میں انسان کچھ کام کرتا ہے۔ اس کام کے بدلے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا انعام مقرر کیا گیا ہے۔ اس کو نہایت مختصر الفاظ میں قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے کہ

جنّت عدن

باغ ہوں گے جن کے رہنے والے بھی ہمیشہ رہیں گے اور باغ بھی ہمیشہ اور ان کے پھل بھی ہمیشہ رہیں گے۔ پھر فرمایا عطاءً غیر مجذوذ ایسا انعام ہوگا جو کبھی نہیں کاٹا جائے گا کوئی وقت ایسا نہیں آئے گا جب یہ کہدیا جائے کہ اب انعام کافی مل گیا بلکہ ہمیشہ ہمیش انعام ملتا رہے گا۔ گویا اس جہان میں انسان خدا کا ظل ہو جائے گا کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ پر فنا نہیں اسی طرح ایک رنگ میں اس انسان پر بھی فنا نہیں ہوگی۔ گو اصلی ذات خدا تعالیٰ ہی کی ہے جسے بقا حاصل ہے مگر انسان کو بھی ایک شکل بقا کی حاصل ہو جائے گی اور انسان خدا میں ہو کر رہے گا۔ مگر خیال تو کرو کہ ایسا انعام کس کام کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ اسی کام کے نتیجہ میں جو دس پندرہ بیس سال کے قلیل عرصہ میں کیا جائے گا۔ پھر کیا یہ سارے سال خدا کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں۔ شاذو نادر ہی لوگوں کے سوا باقی سب لوگوں کے بہت سے اوقات لغو باتوں میں خرچ ہوتے ہیں۔ عبادتوں یا خدا کے دین کی خدمت کا وقت دو یا تین گھنٹے دن میں بنتا ہے۔ اس طرح کام کرنے کا جزو اور بھی قلیل رہ جاتا ہے اور جتنا عرصہ کام کرنا تھا وہ بھی سارے کا سارا انسان دین میں نہیں لگاتا مگر دیکھو اس آٹھ دس سال کے کام کے بدلے میں ایسی

عظیم الشّان برکات

حاصل ہوں گی کہ جن کا کبھی خاتمہ ہی نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے وہم میں بھی اس جنت کا نقشہ نہیں آسکتا۔ زمانہ کی وسعت کے لحاظ سے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ جنت ہے غیر مجذوذ نہ کٹنے اور نہ ختم ہونیوالا انعام ہے اور انعام کی وسعت کے لحاظ سے یہ ہے کہ اس میں اتنی وسعت اور اتنی انواع ہیں کہ انسان کو ان کا پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ انسان کی نظر دنیا کی نعمتوں تک ہی پہنچتی ہے اور دنیا کی نعمتوں کو جنت کی نعمتوں سے کچھ نسبت نہیں۔

اتنے بڑے اور ایسے عظیم الشان انعام اتنے قلیل زمانہ کی خدمات کے بدلے ملتے ہیں ذرا غور تو کرو کیا قربانی ہے جو ان انعامات کے لئے انسان کرتا ہے۔ دنیا کے کاموں پر ہی نظر کرو۔ ایک انسان پندرہ سولہ سال پڑھتا ہے دن رات محنت کرتا ہے اور اتنے سال کی محنت کے بعد اس کی عمر پچیس تیس سال تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کی ساری عمر اگر ساٹھ سال قرار دی جائے تو گویا وہ بیس سال کی عمر میں فائدہ اٹھانے کے لئے پچیس تیس سال محنت کرتا ہے اور پھر اتنا عرصہ پڑھنے کے بعد بھی مال و دولت خود بخود اس کے گھر میں نہیں آجائے گا اور وہ محنت جو اس نے پڑھنے میں کی وہ کافی نہ ہوگی بلکہ پھر بھی اسے محنت کرنی پڑے گی۔ پس ایک انسان اپنی عمر کے پندرہ سولہ سال آئندہ عمر تیس چالیس سال کے لئے خرچ کرتا ہے۔ پھر وہ انعام جس کی وسعت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور جس کے زمانہ کی کوئی حد بندی نہیں کرسکتا اس کے لئے جس قدر بھی قربانی کی جائے کم ہے۔ لیکن عام طور پر چونکہ لوگوں کو اس انعام پر یقین نہیں ہوتا اس لئے اس کے واسطے وقت صرف نہیں کرتے۔ اور اگر کرتے بھی ہیں تو اس شوق سے نہیں جس شوق سے دنیاوی امور کے لئے عمر ضائع کرتے ہیں ضائع میں اس لئے کہتا ہوں کہ عمر ختم ہو جانے والی چیز ہے۔ اور جن دنیاوی باتوں کے لئے عمر خرچ کی جاتی ہے وہ بھی عارضی اور چند روزہ ہیں تو جس انعام کے لئے

بہترین حصّہ عمر

خرچ کرتے ہیں وہ چونکہ نظر آتا ہے اس لئے اس میں تو بڑے شوق سے لگے رہتے ہیں لیکن دوسرے جہان میں ملنے والا انعام نہ انہیں نظر آتا ہے اور نہ اس پر انہیں یقین ہوتا ہے اس لئے اس کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ کسی طالبعلم کو اگر یہ کہا جائے کہ دیکھو تمہاری پچاس سال عمر ہوگی اس میں سے کچھ تمہارے بچپن کا زمانہ گذر گیا اور پندرہ سولہ سال تک تم پڑھتے رہو گے۔ اس طرح پچیس تیس سال عمر تک تم پڑھائی میں مشغول رہو گے۔ اس کے بعد کہیں جا کر فائدہ اٹھاؤ گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ پڑھنا چھوڑ دو تو وہ کبھی یہ مشورہ قبول نہیں کرے گا اور یہ کہنے والے کو نادان سمجھے گا۔ لیکن تعجب آتا ہے کہ اس انعام کے لئے جس کا کبھی خاتمہ نہیں اور جس کی وسعت کا اندازہ نہیں۔ اس کے لئے لوگ تیاری نہیں کرتے۔

یہ جتنی خرابی پیدا ہوتی ہے

عدم یقین

کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ انسان حقیقی طور پر سمجھتا ہی نہیں کہ مرنے کے بعد بھی وہ اٹھایا جائے گا۔ اور جو لوگ یہ مانتے ہیں وہ بھی رسمی عقیدہ کے طور پر مانتے ہیں یقینی طور پر نہیں مانتے۔ اور یقین اور عقیدہ میں بڑا فرق ہے۔ عقیدہ کے متعلق تو عام طور پر یہ ہوتا ہے۔ اس کے متعلق غور کرنا بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ ورنہ جب لوگ معمولی معمولی باتوں باتوں کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تو کیوں خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ دنیوی باتوں کا انہیں حقیقی یقین ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتوں کو صرف عقیدۃً مانتے ہیں۔ ان پر یقین نہیں رکھتے۔ ماں باپ سے انہوں نے سنا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہے اس لئے وہ بھی کہتے ہیں کہ خدا ہے ماں باپ سے سنا ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے۔ اس لئے وہ بھی کہتے ہیں اٹھنا ہے ماں باپ سے سنا ہوتا ہے کہ

بدیوں کے نتیجہ میں سزا

ملے گی۔ اس لئے وہ بھی مانتے ہیں۔ اور گو زبان سے ان باتوں کا اقرار کرتے ہیں مگر ان کی عقل اندر سے انکار کر رہی ہوتی ہے اور چونکہ عقیدہ کے طور پر مانتے ہیں۔ اس لئے عقیدت کی وجہ سے غور نہیں کرتے۔ اور ڈرتے ہیں کہ اگر غور کیا تو ممکن ہے غلط نکل آئے۔ ایسا

کچا اور بودا عقیدہ

ان کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارے آدمی جب کئی لوگوں کے پاس جاتے اور انہیں سمجھانے لگتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری باتیں نہیں سننا چاہتے تاکہ ہمارا ایمان خراب نہ ہو جائے۔ حالانکہ اگر ان میں فی الواقعہ ایمان ہوتا ہے۔ تو اس کے خراب ہونے کے کیا معنے۔ کبھی ایمان بھی خراب ہوا کرتا ہے بات اصل میں یہ ہے کہ وہ جن باتوں کو مانتے ہیں صرف زبان سے مانتے ہیں۔ ان کے دلائل ان کے پاس نہیں ہوتے۔ اور انہیں ڈر ہوتا ہے کہ اگر ان کے خلاف دلائل سنے تو یہ چھوڑنی پڑیں گی۔ اس لئے وہ سنتے ہی نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ سننے سے ہمارا ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ایمان تو وہ چیز ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کسی میں ایمان پیدا ہو جائے۔ تو

ایمان کی ادنیٰ بشاشت

یہ ہے کہ وہ آگ میں پڑنا تو پسند کرے گا لیکن ایمان نہیں چھوڑے گا۔ یہ ادنے درجہ ہے ایمان کا۔ ان لوگوں میں ایمان ہی کہاں ہوتا ہے جو کہتے ہیں خراب ہو جاتا ہے۔ وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ میں کسی کی بات اس لئے نہیں سنتا کہ میرا ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ وہ گویا خود اقرار کرتا ہے کہ اس میں ایمان نہیں ہے۔ ماں باپ سے سن سنا کر اور ساتھیوں کے میل ملاپ کی وجہ سے جو کچھ مانتا ہے مانتا ہے۔ ورنہ اسے یقین حاصل نہیں ہوتا۔ عام طور پر لوگوں کا یہی حال ہے کہ سنی سنائی باتوں کو مانتے ہیں اسی لئے ان کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اردو میں مثل ہے سو گز واروں ایک گز نہ پھاڑوں۔ یہی مثال ان کی ہوتی ہے۔ منہ سے جتنا چاہو ان سے اقرار کرا لو۔ وہ کہنے کو تو کہہ دیں گے کہ

ہم خدا اور رسول اور اسلام

پر قربان ہونے کو تیار ہیں۔ مگر جب وقت آئے گا تو قربان ہونا تو الگ رہا۔ معمولی سی قربانی کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہونگے یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ ان میں ایمان نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایمان کی علامت تو یہ ہے کہ خواہ کس قدر مشکلات میں انسان کو ڈال دیا جائے وہ پروا نہیں کرتا اور جب تک مشکلات کی بھٹی میں نہ ڈالا جائے۔ اس وقت تک ایمان کا پتہ نہیں لگتا۔ اسی لئے ہمیشہ نبیوں کے ماننے والوں کو ابتلاء آتے رہے ہیں۔ یہ

دو قسم کے ابتلاء

ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو بندہ خود اپنے اوپر اپنی مرضی سے نازل کرتا ہے۔ اور دوسرے وہ جو خدا تعالیٰ نازل کرتا ہے۔ بندہ کا اپنی مرضی پر جو ابتلا چھوڑے جاتے ہیں۔ وہ مثلاً نماز روزہ ہیں ان میں سہولت کے سامان انسان کر سکتا ہے۔ مگر ایک وہ ابتلا ہوتے ہیں جو خدا کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ بندہ اگر چاہے کہ ان میں سہولت کرے تو نہیں کر سکتا۔ یہ اس لئے آتے ہیں کہ خدا بندہ پر اس کے ایمان کی حالت ظاہر کر دے یہ اس لئے نہیں آتے کہ خدا کو انسان کی حالت کا پتہ نہیں ہوتا۔ اور یہ مت خیال کرو کہ کیا بندہ اپنا حال بھی نہیں جانتا۔

سب سے بڑی مصیبت

یہی ہے کہ لوگ اپنے دل کا حال نہیں جانتے اگر یہ بات نہ رہے تو ساری خرابی دور ہو جائے اپنے دلوں کے متعلق لوگوں کے غلط خیال ہوتے ہیں۔ اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ عام طور پر بہادر اور دلیر انسان بہت کم ہوتے ہیں۔ اور زیادہ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جو خطرات سے ڈر جاتے ہیں۔ لیکن اگر سو آدمی کو بٹھا کر لڑائی کی خبریں سناؤ۔ تو ان میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ اگر اس موقعہ پر ہم ہوتے تو یوں کرتے۔ لڑنے والوں نے یہ کمزوری دکھائی اور یہ بزدلی کی۔ اور یہ جو بھی نہیں کہتے بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر ہم ہوتے تو اس طرح کرتے یہ جھوٹ نہیں بول رہے ہوتے۔ مگر جب موقعہ پر لا کر کھڑا کر دیا جائے تب انہیں پتہ لگتا ہے کہ انکی حقیقت کیا ہے۔ اسی طرح انسان کو

ہزاروں چیزوں سے محبت ہوتی ہے

اور ہزاروں سے نفرت۔ مگر درحقیقت اسے نہ ان سے محبت ہوتی ہے جن سے وہ محبت سمجھتا ہے۔ اور نہ ان سے نفرت ہوتی ہے جن سے وہ نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ ایک وقت جس چیز سے اسے محبت ہوتی ہے۔ دوسرے وقت اسی سے نفرت کرتا ہے۔ اور جس سے نفرت ہوتی ہے اسی سے محبت جتانے لگتا ہے۔ آج ایک شخص سے اس کی صلح ہوتی ہے۔ اور اسے اپنا دوست سمجھتا اور خیال کرتا ہے کہ میں کبھی اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ لیکن شام کو اسے چھوڑ دیتا ہے اور اس سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح صبح کو ایک شخص سے اس کی دشمنی ہوتی ہے۔ اور اس کی شکل سے بیزار ہوتا ہے۔ لیکن شام کو اس کا ایسا دوست بھی بن جاتا ہے کہ کہتا ہے کہ اگر کوئی اسے ٹیڑھی نظر سے بھی دیکھے گا۔ تو میں اسے جان سے مار دوں گا ایسے تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ عام طور پر انسان اپنے دل کی حالت نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کے قلب کی حالت کے لئے بتلانے کے لئے یہ کرتا ہے کہ اسے ابتلاؤں میں ڈالتا ہے تاکہ خطرناک حالتوں سے گزر کر اسے اپنی حقیقت کا علم ہو جائے۔

ہمارے زمانہ میں

اس لئے کہ ہماری حالتیں بوجہ مدتوں مغلوب رہنے کے اچھی طرح مضبوط نہیں۔ اور ہم میں وہ دلیری اور جرأت نہیں جس کی ضرورت بڑے بڑے ابتلاؤں کو برداشت کرنے کے لئے ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہم پر رحم کر کے ہمیں ایسے ابتلاؤں میں نہیں ڈالا ہے۔ جیسے پہلے انبیاء کی جماعتوں کے لئے آتے رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ برداشت کرنے کی ہمت دیکھ کر ابتلاء ڈالتا ہے۔ یہ نہیں کہ جو ابتلاء برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو وہ ڈال دے۔ ہاں انسان ایسے ابتلاؤں میں ضرور ڈالا جاتا ہے۔ جن کے متعلق وہ خیال کرتا ہے۔ اور اس طرح خدا پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ اللہ نے اس پر ظلم کیا ہے کہ جس بوجھ کے اٹھانے کی اس میں طاقت نہ تھی اسے اس پر ڈال دیا۔ حالانکہ

خدا تعالیٰ کی طرف سے

کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

خدا کسی پر ایسا بوجھ نہیں ڈالتا۔ جس کے اٹھانے کی اسے طاقت نہ ہو۔ بوجھ وہی ڈالا جاتا ہے جس کے اٹھانے کی طاقت ہوتی ہے۔ مگر اس وقت تک جب تک کہ اس قوم کو تباہ کرنے کا منشاء نہیں ہوتا۔ جو ابتلا کسی جماعت کی ترقی کے لئے آتے ہیں وہ طاقت برداشت سے باہر نہیں ہوتے۔ ہاں جو ہلاکت کے لئے ہوتے ہیں وہ ضرور باہر ہوتے ہیں۔ پس

مومن کے ابتلاء

طاقت سے باہر نہیں ہوتے ہاں وہ خیال کر لیتا ہے۔ کہ باہر ہیں۔ مگر یہ اس کی غلطی ہوتی ہے۔ جب مومن ایک ابتلاء کو برداشت کر لیتا ہے۔ تو اسے پتہ لگ جاتا ہے کہ اس کا ایمان کتنا مضبوط

ہے۔ پھر اور رنگ میں اس پر ابتلا آتا ہے یا اسی رنگ میں آتا ہے بہرحال وہ .... اس کو برداشت کر لیتا ہے اور اس کے دل میں کسی قسم کا شکوہ و شکایت پیدا ہونے کی بجائے شکر و امتنان پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے فضل سے مجھے اتنی طاقت دی کہ میں نے اسے برداشت کر لیا۔ اس کا ایمان اور پختہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس سے بھی بڑا ابتلا برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ جیسے جوں جوں انسان کو دلیری ہوتی جاتی ہے۔ آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کی حالت ہوتی ہے۔ وہ جوں جوں دلیر ہوتا جاتا ہے آگے بڑھتا جاتا ہے اس طرح ایک تو اسے اپنے ایمان کی پختگی کا پتہ لگتا جاتا ہے دوسرے اسے آگے بڑھنے کا موقعہ ملتا ہے اور وہ ترقی کرتا جاتا ہے تو

ابتلاء کے دو فائدے

ہوتے ہیں ایک یہ کہ انسان کو اپنی حالت کا پتہ لگتا ہے کہ خدا کی راہ میں کس قدر تکلیف اٹھا سکتا ہے اور تکلیف کے وقت کس قدر مضبوط رہ سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ آگے قدم بڑھانے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔

ابتلاؤں کا آنا

ایسی ضروری بات ہے کہ نبیوں کی کوئی جماعت ایسی نہیں ہوتی کہ جس پر ابتلاء نہ آئے ہوں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ نعمت اور وہ انعام جس کی وسعت کا اندازہ نہیں لگ سکتا انہیں یونہی مل جائے گا اور ان پر وہ حالت نہ گزرے گی جو پہلوں پر گزرتی رہی۔ وہ حالت ضرور گزرے گی۔ اس لئے یہ مت خیال کرو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ جب تک ان حالتوں میں سے نہ گزرو گے جن میں سے پہلے گزرے۔ انہیں کیا ہوا تھا اور انکی حالت کیسی ہوئی۔ ان کی حالت ایسی ہو گئی کہ مستھم البأساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متی نصر اللہ ان کو بڑی بڑی تکالیف پہنچیں۔ جسمانی بھی اور مالی بھی۔ انہیں اپنی جائدادیں چھوڑنی پڑیں ....
....

قتل وہ ہوئے۔ غرض کہ نئی نئی رنگ میں ہلائے گئے۔ جس طرح جب زلزلہ آتا ہے تو عمارت کبھی دائیں گرنے لگتی ہے۔ کبھی بائیں۔ اسی طرح دیکھنے والے ان کے متعلق کہتے تھے کہ یہ اب گرے حتیٰ کہ ان کی تکالیف بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ گئیں کہ دشمن نے خیال کیا کہ اب یہ گر ہی گئے۔ اس وقت اللہ کے رسولؐ اور مومنوں نے دعا کرنی شروع کی متیٰ نصر اللہ۔ اے خدا ابتلاء اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ مدد آ جائے۔

متیٰ نصر اللہ

کے لفظی معنی یہی ہیں کہ کب مدد آئے گی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کو خدا کی مدد کے متعلق شک پیدا ہو گیا تھا کہ شاید آئے یا نہ آئے۔ اس لئے انہوں نے کہا کب مدد آئے گی۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ سوال التجا کا رنگ بھی رکھتا ہے انسان کسی سے پوچھتا ہے کہ یہ بات آپ کب کریں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ نہیں کریں گے بلکہ یہ کہ کر دیں اسی طرح مجسٹریٹ سے پوچھا جاتا ہے کہ میری باری کب آئے گی۔ اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ کبھی نہیں آئے گی بلکہ یہ کہ آ جائے تو متیٰ نصر اللہ انہوں نے دعا میں کرنی شروع کر دیں کہ الٰہی ابتلاء بڑھ گئے ہیں اب مدد آ جائے۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے الا ان نصر اللہ قریب۔ خدا کی مدد قریب ہی ہوتی ہے۔ اور

ہر ابتلاء کے ساتھ مدد

آتی ہے۔ جب ابتلاء تمہاری ترقیات کے لئے آئیں تو پھر تمہیں تباہ ہونے کا ڈر نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر تمہارے نفسوں میں خرابی ہے اور جانتے ہو کہ خدا تمہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے تو مدد نہیں آئے گی۔ لیکن اگر تمہارے نفسوں میں خرابی نہیں۔ تمہارا ایمان مضبوط ہے تم تقویٰ کی راہ پر قدم مار رہے ہو۔ وساوس پر تمہیں قابو حاصل ہے۔ تو ابتلاء تمہارے لئے خوف و خطرہ کا باعث نہیں ہو سکتے۔ مومن کو کبھی ڈر نہیں ہوتا اس پر جب ابتلاء آتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس ابتلاء کے ساتھ ہی خدا کی مدد بھی آ رہی ہے۔

مثنوی رومی والے

نے اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

پس ہر ابتلاء جو آتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ خزانہ انعامات کا مخفی ہوتا ہے اس لئے اصل خطرہ کی بات ابتلاء نہیں ہوتا۔ کیونکہ ابتلاء کے تو یہ معنے ہوتے ہیں کہ اور ترقی خدا دے گا۔ ڈر اور خوف کی بات اپنے نفس کی حالت ہوتی ہے۔ اس کو ٹٹولنا اور دیکھنا چاہیئے کہ آیا اس میں تو کوئی ایسی بات پیدا نہیں ہو گئی جو تباہی کا باعث بن جائے اگر اس میں وساوس نہیں پیدا ہوئے اگر ایمان مضبوط ہے اور دل شکر اور امتنان کے جذبات سے پُر ہے تو خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایسی حالت میں ابتلاء ڈر کا باعث نہیں بلکہ خوشخبری ہے لیکن اگر ابتلاء آنے پر وساوس پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایمان میں کمزوری معلوم ہوتی ہے تو سمجھ لو کہ یہ ابتلاء تمہاری ترقی کا باعث نہیں بلکہ ہلاکت کا باعث ہو گا۔

پس ابتلاء کے وقت ابتلاء کی طرف نہیں دیکھنا چاہیئے بلکہ اپنے نفس کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر تمہارا نفس مطمئن ہے۔ اگر اس میں کوئی نقص اور کمزوری نہیں پیدا ہوئی تو خوش ہو کہ تمہاری ترقی کا وقت آ گیا۔ اور تمہارا قدم آگے بڑھنے لگا۔ لیکن اگر نفس میں خرابی ہے۔ ایمان میں کمزوری ہے اور دل میں وساوس ہیں تو سمجھ لو کہ تباہی آ گئی ہے۔

ہماری جماعت کے لئے ابتلاء

آنے ضروری ہیں اور آئے ہیں۔ لیکن پہلی جماعتوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ صحابہ کرام کو ایک دم کس قدر ابتلاء آئے۔ ان کا تو عشر عشیر بھی نہیں صحابہؓ پر یکدم سب ابتلاء آئے۔ مگر ہمارے لئے ایسا نہیں ہوا بلکہ سہارا سہارا کر ہم پر آ رہے ہیں۔ ایک ابتلاء کے برداشت کرنے کی جب طاقت پیدا ہو جاتی ہے تب دوسرا آتا ہے۔ ہمارے ابتلاؤں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے نماز اور روزہ کے ابتلاء ہیں کہ اگر سردی ہو تو گرم پانی کر لیا جائے۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں تکلیف ہے تو بیٹھ کر پڑھ لی جائے۔ اگر روزہ نہیں رکھا جاتا تو دوسرے وقت میں رکھ لیا جائے۔ مگر صحابہ کے ابتلاء کی مثال یہ نہ تھی۔ بلکہ یہ تھی کہ جیسے یکدم مکان اوپر آ گرے یا جیسے سارا سال محنت کرنے کے بعد جب کھیتی تیار ہو تو آگ لگ جائے۔

ہماری جماعت پر جو ابتلاء آ رہے ہیں اگر پہلوں کے ابتلاؤں کو دیکھا جائے تو اول تو میں اپنے لئے انہیں ابتلاء کہنا ہی جائز نہیں سمجھتا کیونکہ پہلوں کے مقابلہ میں انہیں ابتلاء کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مگر پھر بھی یہ

ترقی کا زینہ

ہیں۔ اگر ہماری جماعت کے لوگ ان کو برداشت کر لیں گے تو ترقی کے اعلےٰ زینہ اور ایمان کے اعلےٰ درجہ تک پہنچ جائیں گے۔ اور اصل اور حقیقی ایمان وہی ہوتا ہے جو ابتلاؤں میں سے گزرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ پس تم اپنے ایمانوں پر غور کرو۔ جس قسم کے تمہارے ایمان ہیں۔ کیا ان کے بدلے میں تم پچاس سال کی زندگی پانے کے بھی مستحق ہو۔ اگر نہیں تو پھر ابدی زندگی کس طرح پا سکو گے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم پر ابتلاء آئیں۔ اور تمہارا ایمان پختہ ہو۔ کیونکہ اسی کے بعد ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے۔

خدا تعالیٰ ہم پر

اپنا فضل

کرے اور محض اپنے کرم سے اپنا قرب عطا کرے۔ اور ہمیں ایسا ایمان نصیب کرے جس کے بعد ابدی زندگی حاصل ہو۔

انسپکٹر کی ضرورت

دفتر وقفِ جدید کو ایک انسپکٹر مال کی فوری ضرورت ہے۔ تعلیم میٹرک۔ عمر ۴۵ سال تک۔ مخلص دوست جو کسی حد تک تقریر بھی کر سکتے ہوں۔ اپنے امیر صاحب کی سفارش سے ۱۰-۹-۶۳ تک درخواستیں بھجوا دیں۔ کام محنت طلب ہے اور دیہاتی ماحول سے تعلق رکھتا ہے۔ تنخواہ معہ گرانی الاؤنس ۹۰ روپے ماہوار۔

(ناظم مال وقفِ جدید)

جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام افریقہ میں آفتاب اسلام کی ضیاپاشیاں

• خانۂ خدا کی تعمیر کا پروگرام • اسلامی لٹریچر کی تقسیم
• مختلف اداروں میں اسلام کا تعارف • ذی اثر اصحاب کو دعوتِ اسلام
• عیدالاضحیٰ کی تقریب • چرچ میں پادری سے ملاقات
• ایک مباحثے میں شرکت

—— احمدیہ مسلم مشن نادرن ریجن یوگنڈا کی سہ ماہی تبلیغی رپورٹ ——

مکرم مقبول احمد صاحب ذبیح - بتوسط وکالت تبشیر

مورخہ ۲؍۴؍۶۳ء کو بذریعہ جناب ایکسپریس اہل ربوہ نے اپنی دلی دعاؤں اور محبت بھرے جذبات خاکسار کو روانہ کیا - میں سولہ دن کے سفر کے بعد بخیریت ۲۰؍اپریل کی صبح کو جنجہ میں وارد ہوا - اسی روز محترم مولانا عبدالکریم صاحب شرما انچارج مشنری و امیر جماعت ہائے احمدیہ یوگنڈا کے ساتھ جنجہ کے انفارمیشن افیسر سے ملاقات کی - یاد رہے کہ اس شریف النفس آفیسر نے لوگنڈا زبان میں نماز کا ترجمہ کرنے میں مدد دی تھی۔

کینیا لیجسلیٹو کونسل کے ایک ممبر مشن ہاؤس میں آئے - انہوں نے بتایا کہ میں پہلے عیسائی تھا اب میں نے اسلام قبول کر لیا ہے انہیں دو کتب The new World of Islam اور Islam مطالعہ کیلئے دی گئیں۔ محترم شرما صاحب نے اسے قریباً ایک گھنٹہ تک سواحیلی زبان میں تبلیغ کی۔

محترم مولانا شرما صاحب کے ساتھ مل کر ایک پرائمری سکول میں جانے کا اتفاق ہوا محترم مولانا نے مختصر طور پر بچوں کو اسلام کی بنیادی باتیں سمجھائیں - اس کے بعد ہم ایک مسلم لیڈر سے ملے آپ ایک بااثر آدمی ہیں اور مسلمانوں کو ابھارنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں - انہوں نے مسلم کلب بنانے کے علاوہ دینی سکول بھی کھولے ہوئے ہیں

خانۂ خدا کی تعمیر کا پروگرام

یہاں سے تیس میل دور ایک گاؤں میں مولانا کے ہمراہ گیا - لوکل مسلم بھی ہمارے ساتھ تھا - وہاں خدا کے فضل سے گذشتہ اکتوبر میں نئی جماعت کا قیام ہوا تھا - بڑے مخلص لوگ ہیں ان کی خواہش ہے کہ برلب سڑک ایک پختہ مسجد تعمیر کی جائے اس غرض کے لئے انہوں نے فنڈز اکٹھے کرنے شروع کر دئے ہیں - انہیں رسید بکیں چھپوا دی گئی تھیں - خدا تعالیٰ ان کی اس نیک خواہش کو جلدی پورا فرمادے۔

وہ لوگ مختلف مسائل دریافت کرتے رہے جن کا مولانا صاحب نے تسلی بخش جواب دیا اور قریباً دو اڑھائی گھنٹہ تک انہیں مسائل سمجھائے گئے - نو احمدی مرد عورتیں اور بچے مسجد میں ہی (جو سرکنڈے سے دوران کے گاؤں میں ہی بنا ہے) جمع ہو گئے تھے - خاکسار نے مسجد بنانے کے نیک ارادہ پر انہیں مبارکباد دی - کسانیرا میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو نوجوانوں نے احمدیت قبول کی - الحمد للہ

جنجہ میں میرا قیام ۲۲ دن رہا - اس عرصہ میں میں نے ٹاؤن میں چکر لگا کر ٹریکٹ اور اخبار تقسیم کرنے کے علاوہ کچھ لٹریچر فروخت بھی کیا - نیز بہت سے لوگوں کو زبانی احمدیت سے متعارف کرایا گیا۔

مرکز سے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی علالت کی اطلاع ملنے پر دوسرے علاقوں کے احمدی احباب کو مطلع کیا گیا - نیز جماعت جنجہ کے احباب میں دعا اور صدقہ کی تحریک کی گئی - چنانچہ ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا - خدا تعالیٰ حضور اقدس کو کامل و عاجل صحت دے - ایک دن اچانک مجھے یوگنڈا کے نادرن ریجن میں جانے کے لئے تیار ہو جانے کو کہا گیا - کیونکہ اس علاقہ میں کسی مقام پر نیا مشن کھولنے کا ارادہ ہے - چنانچہ اسی کی تعمیل میں - میں ۱۲؍۵؍۶۳ء کو جنجہ سے روانہ ہو کر ایک ٹاؤن سروٹی میں پہنچا - یہ جنجہ سے ۱۵۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اس جگہ میرا قیام پانچ دن تک رہا - ٹاؤن میں چکر لگا کر مختلف لوگوں سے ملا جن میں سے بعض افیسرز اور اسسٹنٹ آفیسرز بھی تھے - ان کو احمدیت سے متعارف کیا گیا - نیز اشتہارات لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔

مختلف اداروں میں احمدیت کا تعارف

سروٹی کی جامع مسجد میں گیا اس کے ساتھ ایک سکول بھی ہے - وہاں کے مسلم کو ملا وہ میرے آنے کا مقصد معلوم کر کے بہت خوش ہوئے میں نے سکول میں عربی میں تقریر کی اور بتایا کہ ہم ساری دنیا میں اسلام کو پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں - یوگنڈا میں جماعت کی مساعی اور اس کے مراکز سے انہیں آگاہ کیا نیز بتایا کہ اسلام کا افریقیوں کے ساتھ گہرا رشتہ ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور نجاشی شاہ حبشہ - یہ حبشہ سے تعلق رکھتے تھے اور اول المسلمین تھے نیز اسلام کو مضبوط کرنے اور اسے ساری دنیا میں پھیلانے کی طرف توجہ دلائی - یوگنڈا زبان میں ترجمۃ الصلوٰۃ انہیں بطور تحفہ دی گئی۔

سروٹی کی مسلم ویلفیئر سوسائٹی کے پریذیڈنٹ مسٹر آر ہیڈ وبیکے کو ان کے مکان پر ملا اور قریباً ایک گھنٹہ تک ان سے مذہبی گفتگو ہوتی رہی وہ جماعت کے کام سے بہت خوش ہوئے اسی طرح عطاء اللہ صاحب جو اس سوسائٹی کی کمیٹی کے ممبر ہیں ان سے بھی ملا۔ پریذیڈنٹ صاحب کو "What is AHMADIYYAT." اور لوگنڈا ترجمہ والی نماز دی گئیں۔

یہاں کے سول ہسپتال میں گیا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہیلتھ انسپکٹرز لیبارٹری اسسٹنٹ کلرکوں اور مریضوں کو مل کر احمدیت اور اس کے کام سے آگاہ کیا گیا - نیز قرآن کریم اور دیگر کتب دکھانے کے علاوہ ان میں اشتہارات تقسیم کئے گئے - مختلف وارڈز میں جا کر بیماروں کی تیمارداری کی

نئے مشن کا قیام

ایک سوڈانی احمدی بھائی عبد جو کہ B.E.M میں کیشئیر ہیں سے ملاقات ہوئی یہ معلوم کر کے کہ نادرن ریجن میں نیا مشن کھولا جا رہا ہے بہت خوش ہوئے۔

۲۹؍اپریل ۶۳ء کی صبح کو سروٹی سے روانہ ہو کر ۵۳ میل کا سفر بذریعہ بس طے کر کے شام کو بخیریت گلو پہنچا یہ نادرن ریجن کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اچولی ڈسٹرکٹ میں واقع ہے دوران سفر بس میں تین دوستوں کے ساتھ تبلیغی گفتگو ہوتی رہی - ایک افریقن رئیس سے ملنے کا اتفاق ہوا ان کا خاندان تعلیم یافتہ اور بہت بڑا ہے انھیں پیغام حق پہنچایا اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات کا موازنہ کرنے کی تلقین کی

ایک ہندو ڈاکٹر کو تبلیغ اسلام کی گئی انھوں نے کہا کہ میں تو خالص ہندو ہوں اور ڈاکٹر ہونے کے لحاظ سے مجھے اپنے پیشہ سے زیادہ دلچسپی ہے اس لئے مذہب کے بارے میں بہت کم سوچتا ہوں - میں نے کہا دنیا میں دو ہی علم ہیں ایک علم الادیان اور دوسرا علم الابدان - علم الابدان تو آپ کے پاس ہے لیکن آپ کو علم الادیان بھی سیکھ کر اپنے اندر کمال پیدا کرنا چاہئیے

گلو کے پولیس افسر (جو عیسائی ہیں) اور ان کے دیگر سٹاف کو مل کر پیغام حق پہنچانے کی توفیق پائی پولیس افسر نے میری باتوں میں بہت دلچسپی لی قرآن کریم کا ترجمہ کافی دیر تک پڑھتے رہے پھر مجھ سے بھی چند آیات اور ان کا ترجمہ سنا اس کے بعد انھوں نے قرآن کریم خرید لیا۔

ہمارے احمدی مسائل شیخ امری عبیدی وزیر انصاف ٹانگانیکا کی بہت تعریف کرتے تھے۔

یہاں کی مسلم ویلفیئر سوسائٹی کے صدر مسٹر بدرالدین صاحب سے ملا یہ ایک بڑے تاجر اور اثر و رسوخ والے آدمی ہیں انھوں نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور احمدیت کا پیغام زبان گجراتی خریدے

چار امریکن ٹورسٹ خاکسار کو گھر پر ملے انھیں جماعت کی طرف سے شائع شدہ قرآن کریم اور دیگر لٹریچر دکھایا گیا نیز انھیں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تصاویر دکھائی گئیں وہ امریکہ میں مشن ہاؤس اور مسجد کے فوٹو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ایک ٹورسٹ حضرت مسیح کے مقبرہ کی تصویر دیکھ کر کہنے لگا کہ ان کا مقبرہ تو یروشلم میں ہے اسے بتایا گیا کہ نئی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح کا مقبرہ کشمیر میں ہے چنانچہ اس نے وہ ٹریکٹ برائے مطالعہ لے لیا نیز میرا ایڈریس بھی نوٹ کر لیا۔

دفتروں میں جا کر عملے سے تثلیث کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہی کہ تثلیث کے خلاف اور وحدانیت کے حق میں انجیل سے خود حضرت مسیح کے اقوال پیش کئے گئے۔

میں نے انھیں کہا کہ اگر آپ اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو حقیقت آپ پر واضح ہو جائے گی کہ کتنی سادہ عام فہم اور ممکن العمل تعلیم ہے انھوں نے کہا ہمیں چرچ کی طرف سے اسلامی لٹریچر پڑھنے کی سخت ممانعت ہے - خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ دوسرے ہی روز اخبار Uganda Argus میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ٹیکنیکل سکولز میں اب اسلام کی سٹڈی کرائی جائے گی تاکہ اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات کا موازنہ ہو سکے چنانچہ میں نے یہ خبر دوستوں کو دکھا کر اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دلائی ان میں سے ایک ملازم نے کتاب احمدیت یعنی حقیقی اسلام مجھ سے مطالعہ کیلئے لی۔

یہاں کے اے ڈی سی اور ڈیویلپمنٹ آفیسر اور اسسٹنٹ ٹریڈر سے بھی ملا اور ان کو بتایا کہ اس وقت مسلمانوں میں صرف ہماری جماعت ہے جو باقاعدگی سے اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کا کام کر رہی ہے اس غرض کے لئے ہم نے مختلف ممالک میں مساجد سکول اور مشن ہاؤس تعمیر کرنے کے علاوہ قریباً ۸ غیر ملکی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے ہیں۔

۴؍مئی ۱۹۶۳ء کو یہاں عیدالاضحیٰ منائی گئی خطبہ میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شاندار قربانیوں کی یاد دلا کر تلقین کی گئی کہ ہمیں بھی ویسی ہی قربانیاں کرنی چاہئیں پھر ہی اسلام کو ترقی ہو گی اور اسلام کی ترقی کے ساتھ ہی ہماری حقیقی عید وابستہ ہے۔

(باقی)

تحریک جدید ایک مستقل صدقہ جاریہ ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ الودود

"اگر تم چاہتے ہو کہ میری نگرانی میں اسلام کی فتح کا دن دیکھو تو دعاؤں اور قربانیوں لگ جاؤ"

۱۱۔ مومن کی قربانی اس بیج کی طرح ہوتی ہے جو کہ پھولتا۔ پھلتا اور بار بار پھل لاتا ہے۔

۱۲۔ تم یہ نہ دیکھو کہ یہ قربانی کتنی بھاری ہے بلکہ یہ دیکھو تمہیں جو انعام ملے گا۔ وہ کتنا بھاری ہے۔

۱۳۔ حقیقی مومن وہی ہے جو مصائب اور مشکلات کے وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتا۔

۱۴۔ جو لوگ اس راستہ میں مشکلات کی پرواہ نہیں کریں گے۔ اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہیں گے۔ وہی ہیں جو اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیں گے کہ آئندہ آنیوالی نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد کئے جانے کے مستحق ہیں۔

۱۵۔ مومن ایک ہی بات جانتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان و مال خرچ کرکے اس دنیا سے گذر جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس وقت جو کام ہمارے سپرد ہے وہ ایسا عظیم الشان ہے کہ جس کی مثال اس سے پہلے دنیا میں نہیں ملتی۔ اس کی بنیاد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی تھی مگر اس کو ختم کرنا اب ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔

۱۶۔ جو لوگ خوشی کے ساتھ قربانیاں کریں گے اور خوشی کے ساتھ اپنے آپکو اس کام کے لئے وقف کر دیں گے۔ وہ اسلام کی آخری تعمیر میں حصہ لینے والے اسلام کے معمار ہوں گے۔

۱۷۔ میں جماعت کے تمام دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ تحریک جدید کی ہر قسم کی قربانیوں میں حصہ لیں۔

۱۸۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ اس تحریک میں حصہ لے۔ اور اسلام اور احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کر دے۔

(مرسلہ عبدالحق شاکر واقف زندگی تحریک جدید ربوہ)

نظارت تعلیم کے اعلانات

۱۔ داخلہ بی ایس سی آرکیٹیکچر۔ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

شرط:۔ ایف ایس سی فزکس کیمسٹری و ریاضی۔ درخواستیں ۱۲/۹/۶۳ تک (پ۔ٹ ۳۰/۸/۶۳)

۲۔ مڈل فیل امیدواروں کیلئے مزید موقع

۶۳ء کے فیل شدہ امیدواروں کو ۶۴ء و ۶۵ء میں بطور پرائیویٹ امیدواران ان مضامین میں شامل ہونے کی اجازت ہے۔ جن میں وہ فیل ہوئے۔ (پ۔ٹ ۳۰/۸/۶۳)

۳۔ داخلہ الیکٹریکل سپروائزر کورس ٹیکنیکل کالج والٹن لاہور

شرط مڈل فیل۔ پراسپکٹس و فارم ۲۵ پیسے نقد یا ۳۰ پیسے بھیجکر بذریعہ ڈاک۔ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنیکل سٹڈیز بورڈ سکاؤٹ کیمپ والٹن لاہور سے طلب کریں۔ (پ۔ٹ ۲۸/۸/۶۳)

۴۔ داخلہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی لاہور

فرسٹ ایئر بی ایس سی کورس میں داخلے کے لئے درخواست کی آخری تاریخ ۷/۹/۶۳ ہے (پ۔ٹ ۳۱/۸/۶۳)

۵۔ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک پاکستان کراچی

ٹریننگ بطور ان ڈیسٹی گیٹرس و سب اکاؤنٹنٹس۔ عرصہ ٹریننگ یک سال۔ وظیفہ ۱۲۵/- ماہوار
تنخواہ ۱۸۵-۱۰-۲۰۵-۱۵-۳۲۵- بطور سب اکاؤنٹنٹ سپیشل پے ۳۰/-
انٹرویو کراچی۔ سکھر۔ لاہور۔ ملتان۔ راولپنڈی۔ شرائط :- سیکنڈ ڈویژن گریجوایٹ۔ عمر ۱۸ تا ۲۵۔

درخواستیں ۲۱/۹/۶۳ تک بنام چیف ایڈمنسٹریٹو آفیسر۔ (پ۔ٹ ۱/۹/۶۳)

(ناظر تعلیم)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

انصار اللہ کی توجہ کیلئے

ہر رکن سال میں کم از کم ایک ہفتہ اصلاح و ارشاد کیلئے وقف کرے

اجتماع انصار اللہ ۱۹۶۲ء کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ کو مخاطب فرماتے ہوئے اپنے روح پرور پیغام میں ارشاد فرمایا تھا۔

"انصار اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے افسوس ہے کہ میں بیماری کی وجہ سے آپ کے جلسہ میں شرکت نہیں کر سکتا لیکن آپ کو اپنی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ تبلیغ کریں۔ تبلیغ کریں۔ تبلیغ کریں۔ یہاں تک کہ حق آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے اور دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ کی حکومت ہو اسی کام کی طرف میں آپ کو بلاتا ہوں۔ اب دیکھنا ہے من انصاری الی اللہ"

حضور کے اس ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قیادت اصلاح و ارشاد نے سال رواں کے پروگرام میں یہ تجویز کیا تھا کہ ہر رکن سال میں کم از کم ایک ہفتہ اصلاح و ارشاد کے لئے وقف کرے۔ میں اخبار الفضل کے ذریعہ زعماء انصار اللہ اور سیکرٹریان اصلاح و ارشاد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس امر کا جائزہ لیں کہ کیا حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں ہر رکن نے اصلاح و ارشاد کے کام کی طرف توجہ کی ہے یا نہ؟ نیز تحریک فرما دیں کہ انصار اللہ کا ہر رکن اصلاح و ارشاد کے کام کے لئے سال میں کم از کم ایک ہفتہ وقف کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

محمد ابراہیم ناصر ایم۔ اے
قائد اصلاح و ارشاد مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

دعائے مغفرت

۱۔ میری اہلیہ صاحبہ پچھلے دو ہفتہ سے بیمار ہیں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے (ملک منصور احمد خیرپور)

۲۔ میں تقریباً سات سال سے صاحب فراش ہوں۔ میرے لئے احباب دعا فرمائیں۔
(خاکسار علی محمد افضل اوجلوی نیا مزنگ پورہ لاہور)

۳۔ خاکسار کا بڑا لڑکا منصور محمد شرما الیکٹریکل انجینئر کا کورس پورا کرکے عنقریب انگلینڈ سے بذریعہ بحری جہاز روانہ ہو رہا ہے۔ احباب اس کی خیر و عافیت سے واپسی اور دین کا خادم بننے کے لئے دعا کریں (فتح محمد شرما عفا اللہ عنہ)

۴۔ میرا لڑکا عارضہ قلب سے بیمار ہے۔ صحت کے لئے احباب جماعت دعا فرما دیں۔
(چوہدری عبدالحمید خاں صحابی کاٹھ گڑھی چک ۲۱ ڈی اے خوشاب)

۵۔ عزیزہ بشرہ بیگم چک ۱۶۶ مراد کافی عرصہ سے بیمار ہے۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۶۔ اہلیہ میاں سلطان احمد صاحب منہاس کافی عرصہ سے گنٹھیا کی مرض میں مبتلا ہیں اور چلنے پھرنے سے معذور ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔
ڈاکٹر غلام محمد حق۔ معلم وقف جدید

۷۔ میری اہلیہ ایک سال سے اعصابی کمزوری میں مبتلا ہے۔ بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار فضل الرحمان بھیرہ)

۸۔ مکرم بابو اللہ بخش صاحب گارڈ خانپور کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔ (شیخ عبدالخالق ربوہ)

۹۔ بندہ کے منجھلے لڑکے احمد سعید اختر نے گورنمنٹ ہائی مکینک انسٹی ٹیوٹ لالہ لیبارٹری سے سہ سالہ کورس پاس کرکے Associate Engineer کا ڈپلومہ حاصل کیا ہے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ (خاکسار فضل الرحمن بی اے بی ٹی بھیرہ)

۱۰۔ میرے ابا جان میرزا مبارک احمد صاحب تجارتی مقاصد کے لئے افریقہ گئے ہوئے ہیں۔ احباب جماعت ان کی خیر و عافیت کے لئے دعا فرمائیں نیز میں نے امسال میٹرک پاس کرکے فرسٹ ایئر (کامرس) میں داخلہ لیا ہے۔ احباب میرے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے بابرکت بنائے۔ (مرزا محمود احمد حیدرآباد سندھ)

۱۱۔ میری والدہ محترمہ بعارضہ وجع المفاصل بیمار ہیں۔ احباب جماعت صحت کے لئے دعا فرمائیں (بشیر احمد چک ۱۶۶ مراد)

مرض اٹھرا کی مشہور و اکسیر اٹھرا (رجسٹرڈ) نصف صدی سے استعمال ہو رہی ہے مکمل کورس پونے چودہ روپے حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

ضرورت ہے

دفتر بہشتی مقبرہ میں ایک انسپکٹر وصایا کی آسامی خالی ہے اس آسامی کو پورا کرنے کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں امیدواران درخواستیں ۲۰/۹/۶۳ تک دفتر نظارت دیوان میں بھجوا دیں۔

شرائط:۔ میٹرک پاس یا مولوی فاضل ہو (پنشنر کی صورت میں ۵۰/- روپے بالمقطع)

۲۔ پختہ عمر کا ہو اور وصایا کی قانونی پیچیدگیوں کو سمجھتا ہو یا ایسا ذہین ہو کہ تھوڑے ہی عرصہ میں سمجھ لے۔

۳۔ تحریر کرنے کا ملکہ اور حساب کتاب رکھنے کا تجربہ رکھتا ہو۔

۴۔ موصی ہو

۵۔ خوشخط ہو کیونکہ دوروں میں اکثر وصایا اپنی قلم سے لکھنی پڑیں گی۔

۶۔ امیدوار چال چلن، دیانت و امانت و اخلاق کے بارہ میں پریذیڈنٹ کی تصدیق بھی بھجوائیں

نوٹ:۔ جن احباب نے دفتر بہشتی مقبرہ میں اس آسامی کے متعلق پہلے درخواستیں دی ہیں وہ بھی اس اعلان کے مطابق دوبارہ درخواستیں نظارت دیوان میں بھجوائیں۔

(ناظر دیوان)

نمایاں کامیابی

عزیزم احمد لطیف صاحب ابن حکیم نظام جان صاحب گوجرانوالہ جو ٹیلی ویژن کورس کے لئے گذشتہ سال انگلینڈ گئے تھے انھوں نے سال اوّل میں ساری کلاس میں الیکٹریکل سائنس میں اوّل پوزیشن کا کریڈٹ حاصل کیا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

(منیجر الفضل ربوہ)

ضرورت ہے،

ایک کیشیر اور تین کنڈیکٹرز کی ضرورت ہے۔ احباب درج ذیل پتہ پر ۸/۹ تک خط وکتابت کریں۔

ایم جی برادرز اینڈ کو ربوہ

بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ فرماتے ہیں

اکسیر اٹھرا کی گولیوں کا معجزانہ اثر۔

شفاخانہ رفیق حیات ٹرنک بازار شہر سیالکوٹ کی تیار کردہ اکسیر اٹھرا کی گولیاں میں نے اپنے ایک عزیز کو استعمال کرائی ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم سے ان کا معجزانہ اثر ہوا۔ اس کی ڈیلیوری کا وقت اچھا گزر گیا اور صحت مند لڑکا پیدا ہوا ہے۔ الحمد للہ ان کے پہلے بچے پیدائش کے وقت ہی ضائع ہو جایا کرتے تھے شفاخانہ رفیق حیات سیالکوٹ کے علاوہ اکسیر اٹھرا۔ ربوہ میں افضل برادرز گول بازار اور کراچی میں سید غلام شاہ احمدیہ ہال میگزین لین۔ کراچی۔

قومی ترقیاتی

نئے قرضے

میں سرمایہ لگائیے

آپ کے سرمایہ سے قومی ترقی میں اضافہ ہوگا
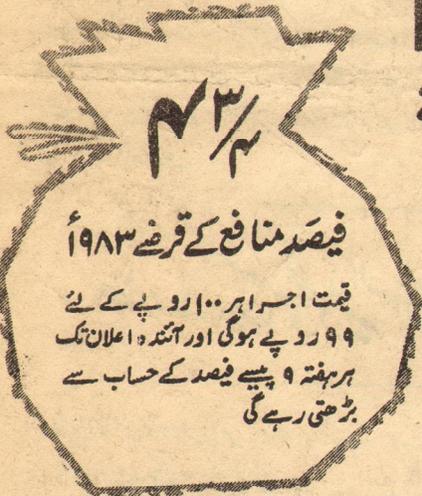
فیصد منافع کے قرضے ۱۹۸۳ء

قیمت اجرا ہر ۱۰۰ روپے کے لئے ۹۹ روپے ہوگی اور آئندہ اعلان تک ہر ہفتہ ۹ پیسے فیصد کے حساب سے بڑھتی رہے گی

حکومت پاکستان نے یہ قرضہ ملکی ترقی کے عظیم منصوبوں کی تکمیل میں سرمایہ کی فراہمی کے لئے جاری کیا ہے۔ یہ ٹھوس کفالت نامے نہ صرف آپ کے یقینی مفادات کے ضامن ہیں بلکہ ملکی ترقی میں آپ کو فخریہ حصہ دار بھی بنا دیتے ہیں

فروختگی ۲۶ اگست سے شروع ہو کر تا اطلاع ثانی جاری رہے گی

ان کی قیمت نقد، چیک یا سرکاری قرضہ ۱۹۶۳ء کے تمسکات کی صورت میں قبول کی جائے گی۔

قرضوں کی درخواستیں سو روپیہ یا اس سے تقسیم ہونے والی رقوم میں موصول ہونی چاہئیں؛

آپ کے لئے ان صورتوں میں مفید ہونگے

* آپ کے سرمایہ کے ضامن
* قیمتوں میں کمی۔
* افراط زر کی روک تھام
* قومی ترقی میں آپ حصہ دار بن سکیں گے

قومی ترقیاتی **قرضوں** میں سرمایہ لگائیے

اور مستقبل کی مسرتوں میں حصہ لیجئے

حکومت پاکستان کی وزارت مالیات کی طرف سے جاری کیا گیا

KHAIRI

کالی دوا

فولاد اور جڑی بوٹیوں کا مفوف جگر پتہ اور تلی کی امراض کا یقینی علاج ہے یرقان ضعف جگر بھس اور بڑھی ہوئی تلی۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ چہرہ کی زردی۔ جوش خون پیاس کی شدت وغیرہ وغیرہ کا سو فیصدی کامیاب علاج ہے۔

قیمت فی شیشی ۲ تولہ تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ۔

دواخانہ رحمت ربوہ

قبر کے عذاب سے بچو!

کارڈ آنے پر

مفت

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق (رجسٹرڈ) ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس انیس روپے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت (بقیہ صفحہ اول)

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو الہامات ہوئے ان میں اللہ تعالیٰ نے ایسے الفاظ بکثرت استعمال کئے ہیں جو روشنی اور اجالے پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ مندرجہ بالا الہام میں قمر، ینیر، برھانک اور نوری کے الفاظ آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قمر (یعنی چاند) کی روشنی روح افزاء۔ دلفریب اور خوشنما ہوتی ہے اور نور تاریکیوں کو دور کرتا ہے اور برہان واضح اور روشن دلیل کو کہتے ہیں گویا اس الہام میں یہ عظیم الشان وعدہ مستور تھا کہ یہ تیرا بیٹا احمدیت اور اسلام کے نور کو اس شان اور کامیابی کے ساتھ پھیلائے گا کہ تاریکی چھٹ جائے گی اور اس کے پاس ایسی برہان ہوگی جس کا مقابلہ ناممکن ہوگا اور یہ امر تیری خوشنودی کا موجب ہوگا چنانچہ آپ کی ستر سالہ زندگی ان بشارتوں کے آپ کے وجود میں نہایت شان کے ساتھ پورا ہونے پر گواہ ہے۔

آپ کا نکاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی حضرت مولانا غلام حسن خان صاحب رضی سب رجسٹرار پشاور کی دختر نیک اختر محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ سے ہوا اور حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں تقریب شادی عمل میں آئی اس شادی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اولاد عطا کی اس کی تفصیل یہ ہے

۱۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب فنانس سیکرٹری حکومت پاکستان۔ ۲۔ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب ۳۔ صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ۴۔ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب ۵۔ صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ایم اے پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول گھانا مغربی افریقہ۔ (۱) صاحبزادی سیدہ امۃ السلام صاحبہ بیگم محترم مرزا رشید احمد صاحب (۲) صاحبزادی سیدہ امۃ الحمید صاحبہ بیگم نواب زادہ محمد احمد خان صاحب (۳) صاحبزادی سیدہ امۃ المجید صاحبہ بیگم میجر رفیع الزمان صاحب (۴) صاحبزادی سیدہ امۃ اللطیف صاحبہ بیگم گروپ کیپٹن سید محمد احمد صاحب

جیسا کہ احباب کو علم ہے آپ ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ امسال جون کے مہینہ میں تکلیف بڑھ گئی تو آپ ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت بغرض علاج ۲۸ جون سنہ ۱۹۶۳ء کو ربوہ سے لاہور تشریف لے گئے۔ اس دوران میں آپ نے گھوڑا گلی بھی تشریف لے جا کر وہاں کچھ دن قیام فرمایا۔ لیکن ہر ممکن علاج کے باوجود طبیعت گرتی چلی گئی اور افاقہ کی صورت پیدا نہ ہوئی بالآخر ۲ ستمبر کی شام کو ۶ بجکر ۴۸ منٹ پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے

ادارہ الفضل اس عظیم جماعتی صدمہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی، حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا، حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ، محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور ان کے جملہ برادران اور ہمشیرگان نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دیگر افراد کی خدمت میں دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اپنے قرب خاص سے نوازے اور آپ کے مقدس وجود کے ساتھ جو عظیم الشان برکات وابستہ تھیں ان کا سلسلہ جماعت میں قائم و دائم رکھے۔ اور آپ کی وفات سے جو بہت بڑا خلا جماعت میں محسوس ہو رہا ہے، اس کی اپنے فضل سے تلافی فرمائے

آمین یا رب العالمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و رؤیا میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر

"میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے اس کے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے ۔ . . . اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں

یأتی قمر الانبیاء وامرک یتأتی۔ یسر اللہ وجھک و ینیر برھانک سیولد لک الولد ویدنی منک الفضل۔ ان نوری قریب۔ یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائے گا۔ تیرے لئے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا یعنی خدا کے فضل کے موجب ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ اور میرا نور قریب ہے ۔ ۔ ۔ ۔

۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو جیسا کہ اشتہار ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء سے ظاہر ہے اس پیشگوئی کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔" (تذکرہ ۲۱۵)

۲۔ حضرت میاں صاحب کو بچپن میں ایک مرتبہ آشوب چشم کا عارضہ لاحق ہوگیا۔ پلکیں گر گئیں اور پانی بہتا رہتا تھا کئی سال تک انگریزی اور یونانی علاج کیا گیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ حالت اور زیادہ تشویشناک ہوگئی آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی تو الہام ہوا برق طفلی بشیر۔ یعنی میرے لڑکے بشیر احمد کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ اس الہام کے ایک ہفتہ بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامل شفا دے دی۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۳۰) تذکرہ صفحہ ۳۲۳۔

۳۔ "بطور وحی کے زبان پر جاری ہوا

برکۃ زائدۃ علی ھذا الرجل

ترجمہ اس شخص کو بہت برکت حاصل ہوگی

اس کے بعد ایک رؤیا ہوا کہ میں رات کو اٹھا ہوں پہلے بشیر احمد شریف احمد ملے پھر میں آگے جاتا ہوں کہ پہرے والوں کو دیکھوں تو میں کہتا ہوں یا کوئی کہتا ہے کہ اس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے ہیں" (تذکرہ ۵۴۲)

۴۔ "صبح کے وقت الہام ہوا اول خواب میں دیکھا کہ گویا میں بڑی مسجد میں ہوں۔ بشیر احمد میرا لڑکا میرے پاس ہے وہ مشرق اور کچھ شمال کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے اس طرف زلزلہ گیا اور مجھے زلزلہ آنے سے پہلے الہام ہوا انی مع الرسول اقوم اور پھر الہام ہوا مظہر الحق والعلیٰ۔ یعنی وہ ایسا امر ہوگا جس سے حق کھلے گا اور حق ظاہر ہوگا۔"

(تذکرہ صفحہ ۷۱۲)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔